امام اِسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ

عبدالرشید عراقی

امام اِسحاق بن راہویہ بلند پایہ علمائے اسلام میں سے تھے۔ معاصرین علمائے کرام اور ارباب سیر و تذکرہ نگاروں نے ان کے علم و فضل، علمی تبحر و عظمت اور بلند پائیگی کا اعتراف کیا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں : "خراسان و عراق میں ان جیسا جلیل القدر راور کوئی نہیں"۔ امام ابنِ خزیمہؒ فرماتے ہیں : "اگر اِسحاق بن راہویہ تابعین کے زمانے میں ہوتے تو وہ لوگ بھی ان کے علم و فضل کے معترف ہوتے"۔ حافظ ابنِ عبدالبر قرطبی فرماتے ہیں کہ : "اِسحاق بن راہویہ جلیل القدر علمائے اسلام اور نامور محدثین و حفّاظِ عالم میں سے تھے۔"

امام اِسحاق بن راہویہ کا شمار ان ائمہ علام میں ہوتا ہے جو صاحبِ مذہب فقیہہ اور مجتہد تھے، مگر اب ان کا فقہی اور اجتہادی مذہب دنیا سے ناپید ہو چکا ہے۔ اور ایک زمانہ میں ان کا مسلک مسلمانوں کا معمول بہ رہا ہے۔

امام احمد بن حنبل اور امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی فرماتے ہیں : "اِسحاق بن راھویه امام من ائمة المُسلمین" (امام اِسحاق بن راہویہ مسلمانوں کے امام تھے۔) علامہ ابنِ سبکی کہتے ہیں : "احد ائمة الدین و اعلام المُسلمین و ھداة المؤمنین"۔ حافظ ابنِ کثیر فرماتے ہیں : "احد الاعلام و علماء الاسلام" مورخ ابنِ خلکان فرماتے ہیں : "احد ائمة الاسلام و احد ائمة المُسلمین و علماء من اعلام الدین"۔

علمِ حدیث سے ان کو خاص شغف تھا، اور ان کا شمار اکابر محدّثین میں ہوتا ہے۔ علمِ حدیث کی نشر و اشاعت، درس و تدریس، مذاکرہ، حفظ و ضبط اور حزم و احتیاط میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔ ان کا حافظہ بھی غیر معمولی تھا۔ ان کے حافظہ میں جامعیت کا اعتراف خطیب بغدادی اور حافظ ابنِ عساکر نے کیا ہے۔ امام قتیبہ بن سعید کا بیان ہے کہ

"خراسان کے نامور محدّثینِ کرام میں تین محدِّث ایسے گزرے ہیں جو غیر معمولی حافظہ کے مالک تھے اور ان کا شمار نامور حُفّاظِ حدیث میں ہوتا ہے۔ اور وہ امام اِسحاق بن راہویہ، امام بخاری اور امام دارمی تھے"۔

ولادت

امام اِسحاق کے والد کا نام ابراہیم بن مخلد بن ابراہیم تھا۔ ۱۶۱ھ میں ان کے والد نے مکّہ معظمہ کا سفر کیا۔ اسی سفر میں راستہ میں امام اِسحاق کی ولادت ہوئی۔ اسی لئے "راہویہ" کے لقب سے معروف ہوئے۔ ان کا وطن مرو تھا، لیکن مرو سے ہجرت کر کے نیشاپور میں سکونت اختیار کرلی۔ اس لئے نیشاپوری کہلاتے تھے۔

اساتذہ و تلامذہ

امام اِسحاق بن راہویہ کے اساتذہ و تلامذہ کی فہرست حافظ ابنِ عساکر، خطیب بغدادی، علامہ ابنِ سبکی اور حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اپنی کتابوں میں درج کی ہے۔ ان کے مشہور اساتذہ میں امام اسمٰعیل بن علیہ، سفیان بن عیینہ، عبدالرحمٰن بن مہدی، عبدالرزاق بن ہمام، عبداللہ بن مبارک اور امام وکیع بن جراح شامل ہیں، جبکہ امام احمد بن حنبل اور مؤلفینِ صحاحِ ستّہ ماسوائے امام ابنِ ماجہ ان کے شاگرد ہیں۔

طلب حدیث کے لئے سفر

امام اِسحاق بن راہویہ نے طلبِ حدیث کے لئے کئی اسلامی ممالک کا سفر کیا۔ حافظ ابنِ عساکر اور حافظ ابنِ حجر نے لکھا ہے: "طاف البلاد بجمع الحدیث"۔ خطیب نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ امام اِسحاق بن راہویہ نے حجاز، عراق، یمن اور شام وغیرہ مراکزِ حدیث کا سفر کیا اور بغداد کا سفر کئی بار کیا۔

حفاظت و اشاعتِ حدیث

امام اِسحاق بن راہویہ کی ذات سے حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی اشاعت اور سُنّتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا احیاء ہوا۔ حافظ ابنِ حجر نے لکھا ہے کہ: "امام اِسحاق بن راہویہ نے سُنّتوں کا دفاع اور مخالفینِ حدیث کا قلع قمع کیا"۔

فقہ و اجتہاد

امام اِسحاق بن راہویہ کا جس طرح حدیث میں بلند مرتبہ تھا اسی طرح فقہ و اجتہاد میں بھی ان کو مکمل دسترس حاصل تھی۔ خطیب بغدادی نے ان کو فقہ و اجتہاد میں جامع اور اکابر فقہاء میں شمار کیا ہے۔ حافظ ابنِ کثیر نے ان کو "احد المُجتھدین من الانام" کے لقب سے یاد کیا ہے۔ فقہی حیثیت سے ان کا پایہ بہت بلند تھا۔ ایک زمانہ تک ان کا مذہب مسلمانوں میں رائج رہا۔ ابنِ رشد نے اپنی کتاب بدایۃ المجتہد میں اکثر امام احمد بن حنبل کے ساتھ امام اِسحاق بن راہویہ کے اقوال بھی نقل کئے ہیں۔

امام اِسحاق بن راہویہ کے فقہی اصول

فقہ و حدیث میں امام احمد بن حنبل اور امام اِسحاق بن راہویہ کا نام ساتھ ساتھ لیا جاتا ہے۔ دونوں ائمہ کرام کے فقہ و اجتہاد کا دار و مدار حدیث پر ہے۔ امام شاہ ولی اللہ دہلوی نے اپنی کتاب "الانصاف" میں لکھا ہے کہ : "امام احمد بن حنبل اور امام اِسحاق بن راہویہ کے مسائل کی بنیاد احادیث اور اقوالِ صحابہؓ پر زیادہ ہے"۔

حافظ ابنِ حجر فرماتے ہیں : "امام اِسحاق بن راہویہ کی فقہی تصریحات کا دار و مدار سنن و احادیثِ نبویؐ پر ہے، لیکن امام احمد کے برخلاف ان کا میلان امام مالک کی طرف زیادہ ہے، جن کا اصل ماخذ اہل مدینہ کے اقوال ہوتے ہیں۔ اور امام احمد زیادہ تر آثار و روایات پر اعتماد کرتے ہیں۔"

فقہ و اجتہاد پر ان کے کمال کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے امام شافعی جیسے عظیم المرتبت امام و مجتہد سے دو مرتبہ مناظرہ کیا۔

عقیدہ و کلام

امام اِسحاق بن راہویہ اتّباعِ سنّت اور طریقہ سلف کی پیروی میں سخت متشدد تھے۔ اس لئے کلام و عقائد کے غیر ضروری مسائل میں بحث و تدقیق ناپسند کرتے تھے۔ ان کے زمانہ میں خلق قرآن کا فتنہ برپا ہوا۔ گو انہوں نے اس میں امام احمد بن حنبلؒ جیسی اولوالعزمی اور ثابت قدمی نہیں دکھائی، لیکن وہ قرآن کو اللہ کا کلام اور غیر مخلوق تسلیم

کرتے تھے۔

مذہب و مسلک

امام اِسحاق بن راہو یہ خود صاحبِ مذہب و مجتہد تھے۔ اس لئے چاروں مشہور اجتہادی مذاہب میں سے وہ کسی مذہب سے وابستہ نہ تھے۔ اور امام احمد بن حنبل کی طرح ان کا رجحان حدیثِ نبوی ﷺ و اتباعِ سلف کی طرف زیادہ تھا۔

وفات

امام اِسحاق بن راہو یہ نے ۷۷ سال کی عمر میں ۱۵ شعبان ۲۳۸ھ کو وفات پائی۔

تصانیف

امام اِسحاق بن راہو یہ کی تین کتابوں کے نام ملتے ہیں :

① کتاب السنن فی الفقہ

② کتاب التفسیر

③ مُسند : یہ کتاب ۶ جلدوں میں ہے اور امام صاحب کی مشہور کتاب ہے۔ حافظ سیوطی اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ : "ابو زرعہ رازی کا بیان ہے کہ اِسحاق ان ہی روایتوں کی تخریج کرتے تھے جو اس صحابی کی سب سے بہتر اور اچھی روایت ہوتی تھی"۔

اس مسند کا ایک نسخہ حافظ سیوطی کے ہاتھ کا لکھا ہوا جرمنی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

مراجع و مصادر

۱) خطیب بغدادی' تاریخ بغداد
۲) ابن سبکی' طبقات الشافعیہ
۳) ابنِ عساکر' تاریخ ابنِ عساکر
۴) ابن حجر عسقلانی' تہذیب التہذیب
۵) ابنِ کثیر' البدایہ والنہایہ
۶) ابن خلکان' تاریخ ابنِ خلکان
۷) امام سیوطی' الاتقان
۸) امام سیوطی' تدریب الراوی
۹) عبدالرحمٰن مبارک پوری' مقدمہ تحفۃ الاحوذی